نظم/غزل

ڈاکٹر عفّت زرّیں

فرقِ آدمیت

○

وقت کے سمندر میں تیرتی کئی شامیں
جستجو کے بادل میں مجھ کو ڈھونڈ لیتی ہیں
میں کہ کھو نہیں سکتی سرمئی اندھیروں میں
چھپئی اُجالوں میں
جانے کتنی شاموں میں
جانے کتنی صبحوں میں
میں تلاش کرتی ہوں فرقِ آدمیت کو
کتنی مختلف شکلیں کتنے مختلف حُلیے
رنگ روپ سب کا ہی ہے الگ جُدا پھر بھی
خصلتیں سبھی کی ہیں ایک سی نہ جانے کیوں
پھر رہے ہیں زخمِ دل لے کے اپنے ہاتھوں میں
آدمی تو ہم بھی ہیں اور انساں تم بھی ہو
وہ ہی خون کی گرمی وہ ہی فطرتِ انساں
نوچنا اور کھانا پھر دوڑتے یوں ہی رہنا
ان گنت مرادیں ہیں ان گنت تمنائیں
خواہشوں کے صندوقچے بند ہو نہیں سکتے
ہیرے موتی اور سارے سونے
چاندی کے زیور بھر رہتے ہیں
پیٹوں میں اور پال رکھے ہیں
ناگ ان گنت ہم نے
ہم سبھی پسولے ہیں خود ہیں ڈستے
رہتے ہیں چوس کر زہر سب کا
خود کو زندہ رکھتے ہیں
آدمی کہاں ہیں اب، یہ سانپ کے بچے
خود ہی ڈستے رہتے ہیں
زہر چڑھتا رہتا ہے دن گزرتے رہتے ہیں
رات کے اندھیروں میں ناگ پھرتے رہتے ہیں
ہے اگر کوئی مردہ اس کو زندہ کرتے ہیں
اور چڑھایا جاتا زہر آدمیت کا
یہ ہی بس کہانی ہے
گوشت مردہ لاشوں کا
سر کٹی کئی لاشیں یوں لٹکتی رہتی ہیں
اور اپنے مجرم کی راہ تکتی رہتی ہیں
چربیوں کے بندھن میں گوشت کی
دو کانیں ہیں
میں کہاں تلاشوں گی فرقِ آدمیت کو
بے تکی میں سب شکلیں
زہر نے بدل ڈالیں
زہر میں بجھے خنجر جن میں چڑھتا رہتا ہے
زہر آدمیت کا
اور کچھ نہیں زرّیں کچھ نہیں اب زرّیں
مجھ کو اب یہ لگتا ہے
ایک دن وہ آئے گا سب کو میں بھی
ڈس لوں گی
کیوں کہ میں بھی انسان ہوں
دورِ آدمیت کی

543، گلی حکیم جی، چوڑی والان، جامع مسجد، دہلی۔6، موبائل: 9810691712

سبط حسن وسیم

○

فرق کا جب دائرہ آجائے گا
خود بخود شکوہ گلا آجائے گا

آتشِ نمرود میں آنے تو دو
گل کا اک چہرہ نیا آجائے گا

ظلم آخر دیکھ لے گا اپنا رُخ
شیشۂ صبر و رضا آجائے گا

ہو گیا سر پر کہیں گرد و غبار
جلد ہی دشتِ بلا آجائے گا

ڈھل تو جائے میرے سر سے آفتاب
روشنی کا قافلہ آجائے گا

دن کٹا ہے اس خیالِ خام میں
شام تک بھولا ہوا آجائے گا

جاؤ اب تم بُت بنے بیٹھے رہو
وقت اس سے بھی برا آجائے گا

میؔر کا دیوان تو پڑھئے وسیؔم
شعر کہنے کا مزہ آجائے گا

337/426، منصور نگر، لکھنؤ، موبائل: 9305279687